ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد

ایسوسی ایٹ پروفیسر

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

پروفیسر محمد اقبال مجددی کے چند غیر مطبوعہ خطوط بنام ارشد محمود ناشاد

Abstract:

An epistle is a cardinal source of research. Not only it reveals the personality, disposition, likes and dislikes, customs, habits and attitudes of the addresser and addressee but also throws light on their times and backdrop. This is the reason that the letters of literati are considered a research heritage and the students, scholars and researcher are benefitted from them in their scholarly pursuits. Keeping this aspect in view, in this article, a few unpublished letters of prominent researcher and Scholar Prof. Iqbal Mujaddadi are being presented. Many literary and scholarly topics are discussed in these letters and we come to know about the personal and literary point of view of a great researcher. The writer has included brief biographical sketch of Muhammad Iqbal Mujaddadi and added footnotes for a better understanding of these letters.

Keywords: Prof. Iqbal Mujaddadi, Letter Writing, Basic Source of Research, Arshad Mahmood Nashad, Lahore, Nqashbandi Order, Footnotes.

پروفیسر محمد اقبال مجددی [۱۹۵۰ء تا ۲۰۲۲ء] بلاشبہ ہمارے عہد کے اُن عالی دماغ اور فیض رساں اصحابِ علم وفضل میں شامل تھے، جن کے علمی انہماک، تحقیقی کار گزاری اور تدریسی ذوق وشوق نے کم از کم دو تین نسلوں کو سیراب وشاداب کیا۔ وہ صحیح معنوں میں علمائے سلف کی یادگار اور ان کے علمی ورثے کے امین تھے۔ انھوں نے صلے کی تمنا اور ستائش کی پروا کے بغیر زندگی بھر علم وادب کی خدمت کی اور تدریسی فرائض کی انجام دہی کے ساتھ

ساتھ تحقیق وتدوین کا وقیع اور مبسوط کام کیا۔ وہ خطی نسخوں اور نادر و کم یاب کتابوں کی تلاش و جستجو میں زندگی بھر سر گرم سفر رہے۔ کئی ممالک کے اسفار کا مقصد بھی اہم مآخذ و منابع کی تلاش رہا۔ سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے حوالے سے اُن کا تحقیقی وتدوینی کام ان کی شناخت بنا اور علمی حلقوں میں قدر و وقعت کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ زندگی کے آخری برسوں میں پروفیسر محمد اقبال مجددی نے اپنا نادر و نایاب کتب خانہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطیہ کر دیا۔ اس میں بارہ ہزار سے زائد خطی اور قدیم مطبوعہ کتابیں، فوٹو گراف، تصویریں اور نادر دستاویزات شامل ہیں۔ ان کا یہ علمی ورثہ آئندگاں کے لیے مدتوں روشنی فراہم کرتا رہے گا۔

محمد اقبال مجددی ۱۵ ستمبر ۱۹۵۰ء کو قصور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ گرامی نور محمد تجارت کے پیشے سے وابستہ تھے۔ محمد اقبال مجددی نے ابتدائی تعلیم اسلامیہ ہائی سکول، مصری شاہ، لاہور سے حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد اسلامیہ کالج، ریلوے روڈ میں داخل ہو گئے۔ گرایجویشن اسلامیہ کالج، سول لائنز، لاہور سے کی۔ پنجاب یونی ورسٹی، لاہور سے ایم اے تاریخ کا امتحان پاس کیا۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد محکمۂ تعلیم پنجاب میں تاریخ کے لیکچرار مقرر ہوئے۔ ۲۰۱۰ء میں اسلامیہ کالج، سول لائنز سے بہ طور ایسوسی ایٹ پروفیسر ملازمت سے سبک دوش ہوئے۔

پروفیسر محمد اقبال مجددی نے تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی غیر معمولی کارنامے انجام دیے ہیں۔ انھوں نے تصنیف وتالیف کا سفر ۱۹۷۱ء میں آغاز کیا جو اب تک بغیر کسی انقطاع کے جاری وساری ہے۔ انھوں نے پاکستان وہند کی تہذیبی اور تمدنی تاریخ میں سلسلۂ نقش بندیہ کے کردار اور اثرات کے حوالے سے جو سرمایہ مرتب اور تالیف کیا ہے، اس کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ دو درجن سے زائد باقاعدہ تصانیف و مرتبات کے اُن کے گراں قیمت مقالات کی تعداد بھی ہزار سے متجاوز ہے۔ دانش نامۂ جہانِ اسلام، تہران اور دانش نامۂ زبان وادب، درشبہ قارہ، تہران کے لیے انھوں نے ۲۷۰ مقالات تحریر کیے ہیں۔ اسی طرح اُردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ، جامعۂ پنجاب، لاہور کے لیے انھوں نے مختلف موضوعات پر ۱۶ مقالات قلم بند کیے۔ معارف (اعظم گڑھ)، برہان (دہلی)، مجلہ علومِ اسلامیہ (علی گڑھ)، اورینٹل کالج میگزین (لاہور)، مجلۂ تحقیق (لاہور) اور صحیفہ (لاہور) جیسے علمی رسائل میں ان کے سیکڑوں مقالات شائع ہو چکے ہیں۔ پروفیسر اقبال مجددی کی چند اہم تصانیف وتالیفات و مرتبات کے نام درجِ ذیل ہیں۔

☆ تذکرۂ علمائے ساہووالہ (۱۹۷۱ء)

☆ احوال وآثار سید شرافت نوشاہی (۱۹۷۱ء)

☆ حدیقۃ الاولیا (۱۹۷۶ء)

☆ احوال وآثار عبداللہ خویشگی قصوری (۱۹۷۲ء)

☆ مجمع التواریخ (۲۰۰۰ء)

☆ تذکرۂ علما ومشائخِ پاکستان وہند (۲۰۱۳ء)

☆ حسنات الحرمین (۱۹۸۱ء)

☆ مقاماتِ معصومی: (چار جلدیں) (۲۰۰۴ء)

☆ مقاماتِ مظہری (۲۰۰۱ء)

☆ رسائل در دفاعِ حضرت مجدد الف ثانی (۲۰۱۱ء، ۲۰۱۲ء)

راقم الحروف کا پروفیسر محمد اقبال مجددی سے غائبانہ تعارف تو زمانۂ طالب علمی میں استاذِ گرامی حضرت نذر صابریؒ کے وسیلے سے ہو گیا تھا مگر ان سے باقاعدہ تعارف کی نوبت ۲۰۱۲ء میں اُس وقت آئی جب میں نے انھیں اپنی دو کتابیں اطرافِ تحقیق اور تذکرۂ علما ڈاک کے ذریعے ارسال کیں، انھوں نے کمال شفقت سے میری طالب علمانہ کاوشوں کو استحسان کی نگاہ سے دیکھا اور جوابی خط میں ان پر تحسینی کلمات تحریر فرمائے۔ اس کے بعد ان سے خط کتابت کا ایک سلسلہ قائم ہو گیا جو، ان کی وفات تک جاری رہا۔ فون پر بھی کئی بار ان سے گفتگو کی سعادت نصیب ہوئی اور ایک بار ۲۰ اپریل ۲۰۱۹ء کو لاہور میں ان کے دولت خانے واقع سبزہ زار سکیم، ملتان روڈ ان سے ملنے اور ان کی صحبت میں چند گھڑیاں گزارنے کا موقع بھی میسر آیا۔ اس موقعے پر انھوں نے اپنی تازہ تالیف تذکرۂ علمائے حال بھی اپنے دستخطوں کے ساتھ عطا فرمائی۔ ان کا وجود میرے لیے شفقت، محبت، تحسین اور رہنمائی کا ایک جہان تھا۔ اللہ کریم ان کے درجات بلند کرے اور انھیں اعلا علیین میں جگہ دے۔ ذیل میں ان کے آٹھ شفقت نامے پیشِ خدمت ہیں، بعض مقامات پر میں نے حواشی کا التزام کر دیا ہے تاکہ ان کی بہتر تفہیم ہو سکے۔

[۱]

باسم سُبحانہ'

لاہور

۲۴؍اپریل ۲۰۱۲ء

بہ جناب محترم ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد صاحب سلمہ'

السلام علیکم، مزاج گرامی!

آں جناب کا التفات نامہ اور دو بیش بہا کتب (۱) اطراف تحقیق (۲) اور تذکرۂ علما ملیں، اس مہربانی کے لیے دلی شکریہ قبول فرمائے۔

آپ کے مقالات کا مجموعہ اطراف تحقیق (۱) تو ایک مثالی کام ہے، عرصۂ دراز کے بعد مقالات کا کوئی ایسا ذخیرہ دیکھا جو واقعی علمی تحقیقات کا گنجینہ ہے۔ اُمید ہے آپ اس قسم کا علمی کام جاری رکھیں گے جو ہمارے ملک کے تحقیقی سرمایہ [سرمائے] میں اضافہ اور آبرو کا باعث بنے گا۔ ان شااللہ تعالیٰ۔

آں جناب کا مرتبہ تذکرہ علما مؤلف محمد حسین آزاد (۲) ایک قابل قدر کام ہے۔ آزاد کے تذکرہ [تذکرے] میں تو کوئی نئی بات نہیں تھی لیکن جناب کے حواشی نے اس میں زندگی کے آثار پیدا کر دیے۔ ہمارے ملک سے تو ڈاکٹر محمد ایوب قادری مرحوم (۳) کی وفات کے بعد علما پر کام کے شاید دروازے ہی بند کر دیے گئے تھے لیکن آپ کے ان حواشی کو دیکھ کر معلوم ہوا کہ نہیں ابھی زندگی کے آثار باقی ہیں۔ صرف ماہر معالج کی جستجو ہے۔ خدا کرے آپ تاحیات اس قسم کی تحقیقی خدمات میں مصروف رہیں۔

آپ نے مجھ ناچیز کی رائے طلب فرمائی ہے۔ میں عاجز بھلا اس قابل کہاں کہ ایسی علمی کاوشوں پر کچھ کہہ سکوں۔ اللہ پاک آپ کو صحت اور عافیت سے ایسے کاموں کے لیے مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جواب اور رسید میں غیر معمولی تاخیر کے لیے شرمسار ہوں۔

مخلص

محمد اقبال مجددی

[۲]

باسم سُبحانہ'

لاہور

۱۵ر ستمبر ۲۰۱۳ء

بہ جناب محترم ڈاکٹر ناشاد صاحب سلمہ'

السلام علیکم، مزاج شریف!

آپ کی مرتبہ کتاب گیان نامے (۴) اور گرامی نامہ مؤرخ ۱۰ر ستمبر ۲۰۱۳ء ملا۔ اس مہربانی کے لیے دلی شکریہ قبول فرمایئے۔

آپ نے کیا خوب کام کیا ہے، خطوط بہت سے اہلِ علم اصحاب نے لکھے، بعض شائع ہوئے لیکن اکثر مجموعے ضائع ہو گئے۔ میری نوعمری کے زمانہ [زمانے] میں بہت سے ذخیرے برباد ہوئے۔ جب آپ جیسے اصحاب کے مرتبہ مجموعوں کو دیکھتا ہوں تو اس زمانے کا تصور کر کے بے قرار ہو جاتا ہوں کہ ہماری بے حسی سے ایسا کیوں کر ہوا؟

آپ نے آں جہانی ڈاکٹر گیان چند جین (۵) کے خطوط ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی (۶) کے نام مرتب کر کے ایک بڑی خدمت انجام دی ہے۔ آپ کے حواشی نے تو اسے ایک کتابِ حوالہ بنا دیا ہے، کتنے ہی پاکستانی وہندوستانی ادیبوں کے حالات آپ نے بڑی جستجو سے جمع کیے ہیں، جو لائقِ تحسین کوشش ہے۔ اس علمی کام پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

آپ نے حاشیہ ۷۵ صفحہ ۱۰۶ پر خورشید احمد یوسفی (۷) کے متعلق لکھا ہے کہ موصوف حافظ محمود شیرانی (۸) کے داماد تھے، میرے خیال میں یہ درست نہیں ہے، مرحوم اختر شیرانی صاحب (۹) کے داماد تھے، آپ ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی (۱۰) سے اس کی تصدیق فرمایئے۔ (۱۱)

مخلص

محمد اقبال مجددی

۱۹۶۔ بی بلاک سبزہ زار سکیم، (ملتان روڈ) لاہور

[۳]

باسم سُبحانہ‘

لاہور

۳۰ر ستمبر ۲۰۱۳ء

بہ جناب محترم ڈاکٹر ناشاد صاحب سلمہ‘

السلام علیکم، مزاج شریف!

گرامی نامہ مورخ ۲۵ر ستمبر ۲۰۱۳ء ملا۔ حسب الامر کوائف نامہ پر کر کے بھیج رہا ہوں۔

معذرت خواہ ہوں کہ اس وقت کوئی تصویر نہیں ہے۔ مخلص

محمد اقبال مجددی

[۴]

باسم سُبحانہ‘

لاہور

۱۰ر دسمبر ۲۰۱۵ء

بہ حضرت محترم ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد سلمہ‘

السلام علیکم، مزاج شریف۔

آں جناب کا عنایت نامہ مؤرخ ۷ر دسمبر ۲۰۱۵ء اور دو کتابیں آفتاب شوالک (۱۲) اور بادۂ ناخوردہ (۱۳) از تصانیف جناب نذر صابری (۱۴) ملیں، اس مہربانی کے لیے دلی شکریہ قبول فرمایئے۔ میں صرف ایک مرتبہ محترم نذر صابری صاحب سے مل سکا ہوں۔ جب میں مکھڈ شریف کا کتب خانہ دیکھنے کے لیے مکھڈ گیا تھا، ان کا نورانی چہرہ اور بے مثال تبسم اب تک یاد ہے۔ ان کی شفقت تو اب تک نہیں بھولی۔ (۱۵) آپ نے بہت اچھا کیا جو ان کی دونوں کتابیں زندہ کر دیں۔ میں ان سے استفادہ کروں گا۔

عاجز نے اپنا ذاتی کتب خانہ (بالغ از بارہ ہزار مطبوعات، مخطوطات و مصورات) پنجاب یونی ورسٹی لاہور کو بطور تحفہ دے دیا ہے۔ یونیورسٹی نے ایک بڑا ہال میرے نام سے منسوب کر کے بہت سی الماریوں میں ترتیب دے

دیاہے۔ سال بھر میں نے اس کی فہرست لائبریری کے عملہ کو گھر میں بٹھا کر املا کروائی ہے جو اب یونی ورسٹی کی ویب سائٹ پر جاری کر دی گئی ہے۔ دیکھیے:

www.pulibrary.edu.pk

www.mujaddidhary.com

اس کی فہرست یونیورسٹی کی طرف سے شائع ہو گی، ان شااللہ تعالیٰ۔(۱۶)

مخلص

محمد اقبال مجددی

۱۹۶۔بی بلاک، سبزہ زار،

(ملتان روڈ) لاہور

[۵]

باسمہٖ سُبحانہٗ

لاہور

۲؍جون ۲۰۱۶ء

بہ جناب محترم پروفیسر ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد صاحب سلمہٗ

السلام علیکم، مزاج گرامی!

آں جناب کا شعری مجموعہ کتاب نامہ (۱۷) ملا، اس مہربانی کے لیے دلی شکریہ قبول فرمائیے۔ کتاب اتنی خوب صورت طبع ہوئی ہے کہ یہ کمپیوٹر کا نہیں بلکہ آپ کا ذوق کا کمال ہے۔

یہ پہلا شعری مجموعہ ہے جس کا نام کتاب نامہ ہے، ورنہ عام تاثر تو یہی تھا کہ شاعر حضرات ایسی لااُبالی طبع کے مالک ہوتے ہیں، جنھیں کتاب سے کوئی مناسبت ہی نہیں ہوتی اور ان پر بنے بنائے اشعار نازل ہوتے ہیں۔ ہمیں کتاب سے رشتہ توڑے عرصۂ دراز ہو چکا ہے، شاعر خیالی کلا بازیاں [قلا بازیاں] لگانے میں مصروف ہیں۔ غزلیات کے غیر مہذب ضخیم مجموعے دیکھ دیکھ کر اتنی وحشت ہو گئی تھی کہ ڈاکٹر ناشاد صاحب کا کتاب نامہ پڑھ

کراس بے چینی میں قدرے کمی ہوئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب نے ہمارے معاشرہ میں کتاب کے کھوئے ہوئے تصور کو عملی طور پر بحال کیا ہے۔

رب کریم ڈاکٹر پروفیسر ارشد محمود ناشاد صاحب کو دائمی طور پر شاد رکھے اور ان کی یہ کاوش عنداللہ قبول ہو، آمین۔

مخلص

محمد اقبال مجددی

[۶]

باسم سُبحانہ'

لاہور

۲۸ر اگست ۲۰۱۸ء

بہ جناب محترم پروفیسر ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد صاحب سلمہ'

السلام علیکم، مزاج شریف!

آں جناب کا مکتوب (مؤرخ یکم اگست ۲۰۱۸ء) مع رسالہ ثبات (شمارۂ دوم) (۱۸) ملا، اس مہربانی کے لیے دلی شکریہ قبول فرمایئے۔

آپ نے تمام مضامین بڑی [بڑے] حسن و خوبی سے ترتیب دیے ہیں، اس زمانہ [زمانے] میں ایسے مقالات کا حصول دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن سا معلوم ہوتا ہے، آپ کی ہمت و کوشش سے یہ کام ہو رہا ہے۔ ربِ کریم اسے اسی طرح جاری و ساری رکھے، آمین۔

پیرانہ سالی اور امراض کے غلبہ کے باعث جواب دینے میں تاخیر ہوئی، معذرت خواہ ہوں۔

مخلص

محمد اقبال مجددی

۱۹۶۔بی بلاک سبزہ زار، (ملتان روڈ) لاہور

[۷]

باسم سُبحانہ‘

لاہور

۸؍مارچ ۲۰۲۱ء

بہ جناب محترم ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد صاحب سلمہ‘

السلام علیکم، مزاج شریف!

آں جناب کی مرتبہ و مرسلہ کتاب مکاتیب ہم نفساں (۱۹) بذریعہ ڈاک ملی، اس مہربانی کے لیے دلی شکریہ قبول فرمایئے۔

جناب محترم نے نذر صابری مرحوم کے خطوط جمع کر کے ایک مثال قائم کر دی ہے کہ ہمیں اپنے بزرگوں کے آثار کی حفاظت کیسے کرنی ہے؟ خطوط تو ان گنت لکھے گئے لیکن بہت کم کسی نے انھیں جمع کیا، اہلِ علم کے اتنے مکاتیب ضائع ہوئے کہ بیان کرتے ہوئے قلم لرزتا ہے۔ ۱۹۷۶ء کو مجھے علمی تحقیقات کی غرض سے ایران وافغانستان کے سفر کے دوران افغانستان کے ایک بڑے ذی علم بزرگ اور دانش ور آقای عبدالحئ حبیبی (۲۰) سے ملنے کا اتفاق ہوا، انھوں نے ایک بڑی دل خراش بات بتائی کہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع (۲۱) کے فرزند احمد ربانی (۲۲) میرے پاس آئے تھے اور میرے نام اپنے والد کے خطوط یہ کہ کر لے گئے تھے کہ وہ کتابی صورت میں شائع کریں گے لیکن آج تک ایسا کوئی مجموعہ شائع نہیں ہوا، اور وہ بیش بہا علمی سرمایہ بھی مولوی صاحب کے کتب خانہ کی طرح ضائع ہو گیا۔

آں جناب نے صابری صاحب کے نام لکھے گئے خطوط پر قیمتی حواشی لکھ کر اُن کی افادیت بڑھا دی ہے، پھر مکتوب نگار حضرات کے حالات بھی شامل کر دیے ہیں، جن میں اس عاجز کے خطوط اور حالات بھی تحریر کیے ہیں، پڑھ کر بہت شرمسار ہوا کہ اس بے بصاعت کا ذکر اہلِ علم و دانش کی صف میں کیوں کیا گیا؟ بس کیا کیا جائے، اب تو مجھ جیسے بے حیثیت لوگ ہی باقی رہ گئے ہیں، وہ بھی چند دنوں کے مہمان ہیں۔ ربِ کریم ہم پر رحم فرمائے، آمین۔ جواب میں تاخیر کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

عاجز

محمد اقبال مجددی

۱۹۶۔بی بلاک سبزہ زار

(ملتان روڈ)لاہور

[۸]

باسم سُبحانہ'

لاہور

۱۶؍اگست ۲۰۲۱ء

بہ جناب محترم ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد صاحب

السلام علیکم،مزاج شریف!

آں جناب کی مؤلفہ و مرسلہ کتاب آثار تحقیق (۲۳) بذریعہ ڈاک ملی،اس مہربانی کے لیے دلی شکریہ قبول فرمایئے۔

آپ کے مقالات کے اس مجموعہ سے بہت سے تشنہ پہلو پہلی مرتبہ روشن ہوئے۔آپ کا مقالہ ''مخطوطہ اور مخطوطہ نویسی کا فن'' بھی دل چسپی سے پڑھا،مجھے ایک بزرگ محقق ڈاکٹر عبدالستار صدیقی (۲۴) کے علمی سفر سے بڑی وابستگی رہی ہے،وہ متروکہ زبانیں سیکھنے کے لیے پروفیسر لستمان (بون یونیورسٹی، جرمنی) [کے پاس] گئے تھے،ان کے یہ استاد مصری کتبات پڑھنے کے لیے مصر بلائے گئے تھے،ان کی تحقیقات فنِ مخطوطہ اور خط کے ارتقا کی تاریخ کے لیے خاصی مفید ہیں۔

خدابخش لائبریری،پٹنہ (۲۵) سے ایک دلچسپ کتاب ترقیمے،مہریں اور عرضدیدے (۲۶) شائع ہوئی تھی،آپ یہ کتاب ضرور دیکھیے۔

مرسلہ کتاب کی رسید ارسال کرنے میں تاخیر کا سب امراض کا غلبہ اور حالیہ کروناوائرس ہے کہ میں ڈاک خانے جاکر لائن میں نہیں لگ سکتا تھا۔

عذرخواہ

محمد اقبال مجددی

۱۹۶۔بی بلاک سبزہ زار

(ملتان روڈ)لاہور

حوالہ جات وحواشی

۱۔ راقم الحروف کے نو تحقیقی مضامین اور پانچ تبصروں کا مجموعہ جو ۲۰۱۲ء میں الفتح پبلی کیشنز، راول پنڈی سے شائع ہوا۔اس مجموعۂ مضامین کا پیش لفظ ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے لکھا۔

۲۔ مولانا محمد حسین آزاد کی ایک ناتمام تصنیف جو پہلی بار ان کے پوتے آغا محمد طاہر نے ۱۹۲۲ء میں شائع کی۔تذکرۂ علما کی کم یابی کے باعث راقم نے مولانا آزاد کی سو سالہ برسی کے موقعے پر اسے تدوین کے لیے منتخب کیا۔یہ کتاب ۲۰۱۱ء میں الفتح پبلی کیشنز، راول پنڈی نے شائع کی۔اس کا پیش لفظ معروف محقق اور استاد ڈاکٹر معین الدین عقیل نے تحریر فرمایا۔

۳۔ معروف محقق، مؤرخ اور ماہرِ تعلیم۔ڈاکٹر محمد ایوب قادری ۱۹۲۶ء میں اونالا (اتر پردیش) میں پیدا ہوئے۔پاکستان کے قیام کے بعد کراچی میں مستقل سکونت اختیار کی۔پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی اور پھر وفاقی اردو کالج میں بہ طور استاد ملازمت کی۔ اردو نثر کے ارتقا میں علما کا حصہ کے عنوان سے پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا۔کئی کتابیں تصنیف اور ترجمہ کیں۔۱۹۸۳ء میں کراچی میں انتقال کیا۔

۴۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے نام ڈاکٹر گیان چند کے تیس مکاتیب کا مجموعہ، جس کی ترتیب وتہذیب اور حواشی وتعلیقات کا کام راقم الحروف نے انجام دیا۔گیان نامے اگست ۲۰۱۳ء میں سرمد اکادمی، اٹک سے شائع ہوئی۔

۵۔ اردو کے معروف محقق، نقاد، ماہرِ لسانیات اور استاد۔ڈاکٹر گیان چند ۱۹۲۳ء کو سیوہارہ ضلع بجنور میں پیدا ہوئے۔۱۹۴۸ء میں الہ آباد یونیورسٹی سے اردو کی نثری داستانیں کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ان کی تصانیف وتالیفات کی تعداد دو درجن سے زائد ہے۔زندگی کے آخری دور میں ایک بھاشا: دو لکھاوٹ، دو ادب نامی ایک متنازع کتاب لکھی۔۲۱ر اگست ۲۰۰۷ء کو امریکا کے ایک اولڈ ہوم میں وفات پائی۔

۶۔ معروف محقق، ماہرِ اقبالیات اور اردو ادبیات کے استاد۔۱۹۴۰ء کو مصریال ضلع اٹک (حال: چکوال) میں پیدا ہوئے۔جامعۂ پنجاب سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔گورنمنٹ کے مختلف کالجوں میں تدریس کے فرائض انجام دیے۔بعد ازاں اورینٹل کالج میں استاد اور صدرِ شعبہ رہے۔تحقیقی مجلہ بازیافت کے بانی مدیر اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔علمی وادبی اداروں اور حکومتِ پاکستان نے انھیں کئی اعزازات وانعامات سے نوازا۔آج کل لاہور میں سکونت پذیر ہیں۔

۷۔ معروف محقق اور مصنف۔ خورشید احمد خاں یوسفی ۸؍اگست ۱۹۲۸ء کو گورداس پور (بھارت) میں پیدا ہوئے اور ۲۰؍فروری ۱۹۹۷ء کو لاہور میں راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔ ان کی معروف تحقیقی کتابوں میں قائدِ اعظم کے شب و روز، قدیم شعرائے اُردو اور حدائق الحنفیہ (ترتیب و حواشی) شامل ہیں۔

۸۔ اُردو تحقیق کے معلمِ اوّل۔ حافظ محمود شیرانی ۵؍اکتوبر ۱۸۸۰ء کو ٹونک میں پیدا ہوئے۔ تحقیق کی اعلا تعلیم لندن سے حاصل کی۔ واپس آکر اورینٹل کالج میں تدریس کے فرائض انجام دیے۔ تنقیدِ شعر العجم، پرتھی راج راسا، مجموعۂ نغز، خالق باری اور پنجاب میں اُردو ان کی تحقیقی و تدوینی کارنامے ہیں۔ ان کے پوتے ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی نے دس جلدوں میں ان کے گراں قدر مقالات مرتب کیے، جو مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور سے شائع ہوئے۔ حافظ صاحب نے ۱۶؍فروری ۱۹۴۶ء میں لاہور میں انتقال کیا۔

۹۔ حافظ محمود خاں شیرانی کے فرزندِ ارجمند، شاعرِ رومان کے لقب سے معروف ہیں۔ اختر شیرانی کا اصل نام محمد داؤد خاں تھا۔ ۴؍مئی ۱۹۰۵ء کو ٹونک میں پیدا ہوئے۔ والد کی خواہش کے باوجود تعلیمی سلسلہ جاری نہ رکھ سکے۔ کئی رسائل جیسے: خیالستان، ہمایوں، سہیلی، انقلاب، رومان اور شاہکار کی ادارت سے وابستہ رہے۔ کئی شعری مجموعے ان کی یادگار ہیں۔ کثرتِ شراب نوشی کے باعث تینتالیس سال کی عمر میں ۹؍ستمبر ۱۹۴۸ء کو لاہور میں فوت ہوئے۔

۱۰۔ معروف محقق، خاکہ نگار اور فارسی ادبیات کے استاد۔ حافظ محمود شیرانی کے پوتے اور اختر شیرانی کے بیٹے ہیں۔ مظہر محمود شیرانی ۹؍ستمبر ۱۹۳۵ء کو ناگور میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد مختلف کالجوں میں فارسی ادبیات کی تدریس سے وابستہ رہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی کی نگرانی میں حافظ محمود شیرانی کی حیات و خدمات پر وقیع مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ تحقیقی کارناموں کے ساتھ ساتھ خاکوں کے کئی مجموعے بھی ان کی یادگار ہیں۔ ۱۳؍جون ۲۰۲۰ء کو راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔

۱۱۔ مجھ سے سہو ہوا کہ خورشید احمد خاں یوسفی کو حافظ صاحب کا داماد لکھ دیا، وہ اختر شیرانی کے داماد تھے۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی کی نشان دہی پر باقی نسخوں میں تبدیلی کر لی گئی۔

۱۲۔ نذر صابری نے اپنے مرشد گرامی مولانا نواب الدین رام داسی ستکوہی کے ملفوظات اور تبلیغی اسفار کی یادداشتوں کو آفتابِ شوالک کے عنوان سے مرتب کیا۔ یہ کتاب چار حصوں پر مشتمل ہے۔ تین حصّے قبلہ نذر صابری کی زندگی میں شائع ہوئے، چوتھے حصّے کی اشاعت ان کی وفات کے بعد راقم الحروف کے حصّے میں آئی۔ چوتھا حصہ جس کے راوی خود نذر صابری ہیں، شیخ کی مجالس اور تقاریر کے احوال پر مشتمل ہے۔ آفتابِ شوالک کا چوتھا حصہ جنوری ۲۰۱۴ء میں ادارۂ فروغِ تجلیاتِ صابریہ، اٹک سے شائع ہوا۔

۱۳۔ استاذِ محترم نذر صابری کا فارسی کلام راقم نے بادۂ ناخوردہ کے نام سے مرتب کیا۔ اس کا پیش لفظ ڈاکٹر معین نظامی نے تحریر کیا۔ یہ مجموعۂ اشعارِ فارسی پہلی بار ۲۰۱۵ء میں سرمد اکادمی، اٹک کے زیرِ اہتمام منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔

۱۴۔ معروف محقق، مخطوطہ شناس، شاعر اور گورنمنٹ کالج اٹک کے سابق کتاب دار۔ اصل نام غلام محمد تھا۔ وطن جالندھر ہے مگر پیدائش ۱۹۲۳ء میں ملتان میں ہوئی۔ تقسیمِ ہند کے بعد لاہور اور پھر اٹک آگئے اور پھر زندگی بھر اسی شہر کے ہو کر رہے۔ کئی کتابوں کے مرتب اور مؤلف ہیں۔ واماندگیِ شوق کے نام سے نعتیہ مجموعہ شائع ہوا۔ ۱۱ر دسمبر ۲۰۱۳ء کو واصل بحق ہوئے۔

۱۵۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی نے کتب خانہ مولانا محمد علی مکھڈی کے چند اہم خطی نسخوں کی زیارت اور استفادے کے لیے ۱۰ر اگست ۱۹۸۱ء کو نذر صابری کی معیت میں مکھڈ شریف ضلع اٹک کا سفر کیا۔ مزید دیکھیے: مکاتیبِ ہم نفساں: ص ۲۶۶۔

۱۶۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی کے ذخیرۂ کتب کی فہرست خود انھوں نے فہرستِ مخطوطات و مصورات کے عنوان سے مرتب کی جس کی نظرِ ثانی سید جمیل احمد رضوی نے کی۔ یہ فہرست دانشگاہِ پنجاب، لاہور نے ۲۰۲۰ء میں شائع کی۔

۱۷۔ راقم الحروف کی ایک مختصر مثنوی جس میں کتاب کے عروج و زوال کی کہانی کو کتاب کی زبانی پیش کیا گیا ہے۔ مثنوی کا مقصدِ وحید کتاب کلچر کا احیا ہے۔ کتاب نامہ کا پہلا مصور ایڈیشن بہار، ۲۰۱۶ء میں سرمد اکادمی، اٹک کے زیرِ اہتمام شائع ہوا۔ بعد ازاں اگست، ۲۰۱۸ء میں اس کا عوامی ایڈیشن شائع ہوا۔ کتاب نامہ کا مختلف قومی اور بین الاقوامی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

۱۸۔ ڈاکٹر شاہد صدیقی، وائس چانسلر کے اصرار اور ایما پر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد سے ایک شش ماہی تخلیقی جریدے کا آغاز ہوا۔ اس جریدے کی ادارت راقم کے سپرد تھی۔ افسوس ثبات کے صرف دو شمارے شائع ہو سکے۔

۱۹۔ مخطوطہ شناس، محقق، کتاب دار اور فارسی کے عالم نذر صابری کے نام مشاہیر کے مکاتیب کا مجموعہ جس کی تدوین و تحشیہ کا کام راقم الحروف نے انجام دیا۔ یہ مجموعۂ مکاتیب دسمبر، ۲۰۲۰ء میں سرمد اکادمی، اٹک کے زیرِ اہتمام شائع ہوا۔ مکاتیبِ ہم نفساں میں ۳۶ مکتوب نگاروں کے ۱۷۳ مکاتیب شامل ہیں۔

۲۰۔ پشتو زبان کے نام ور افغانی محقق اور عالم۔ عبدالحئ حبیبی نے پشتو زبان و ادب کی تحقیق میں غیر معمولی کارنامے انجام دیے۔ پشتو کے اولین تذکرے تذکرہ الاولیا تالیف سلیمان ماکو کے سات صفحات کی دریافت ان کا اہم کارنامہ ہے۔ محمد ہوتک ابن داؤد کے پٹہ خزانہ کا کامل نسخہ بھی ان کے مقدمے کے ساتھ کابل سے شائع ہوا۔ پشتو شعرا کا تذکرہ اور پشتو ادب کی تاریخ بھی علامہ عبدالحئ حبیبی کے شعرہ آفاق تحقیقی کارنامے ہیں۔

۲۱۔ معروف عالم، استاذ اور محقق۔ ۱۸۸۳ء کو قصور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۹ء میں کیمبرج یونیورسٹی سے عربی میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اورینٹل کالج، لاہور میں عربی کے پروفیسر اور پرنسپل رہے۔ سبک دوشی کے بعد اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ کے پہلے صدر مقرر ہوئے۔ ۱۴ر مارچ ۱۹۶۳ء کو لاہور میں انتقال کیا۔ کئی علمی اور تحقیقی کارنامے ان کی یادگار ہیں۔

۲۲۔ ڈاکٹر محمد شفیع کے لائق اور صاحبِ علم فرزند۔ انھوں نے پانچ جلدوں میں اپنے عظیم والد کے مقالات مرتب کیے، جو مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور سے شائع ہوئے۔

۲۳۔ راقم الحروف کے بارہ تحقیقی مضامین کا مجموعہ۔آثارِ تحقیق جون ۲۰۲۱ء کو رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی نے شائع کی۔ڈاکٹر تبسم کاشمیری، ڈاکٹر معین الدین عقیل، ڈاکٹر رؤف پاریکھ اور ڈاکٹر نجیبہ عارف کی آرا مجموعۂ مضامین میں شامل ہیں۔

۲۴۔ معروف محقق، ماہرِ لسانیات اور عربی زبان کے استاد۔ڈاکٹر عبدالستار صدیقی ۲۶؍ دسمبر ۱۸۸۵ء کو اتر پردیش کے ضلع ہردوئی کے ایک گاؤں سندیلہ میں پیدا ہوئے۔علی گڑھ اور الہ آباد کی یونیورسٹیوں سے تعلیم حاصل بعد ازاں اعلیٰ تعلیم کے لیے وظیفہ یاب ہو کر جرمنی چلے گئے، جہاں لسانیات کے نامی گرامی اساتذہ سے کسبِ فیض کیا۔ واپس آکر مسلم یونیورسٹی، عثمانیہ یونیورسٹی، ڈھاکا یونیورسٹی اور الہ آباد یونیورسٹی میں عربی، اسلامیات اور فارسی کے شعبوں میں استاد اور سربراہ رہے۔دو جلدوں میں ان کے گراں قدر مقالات مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور سے شائع ہو چکے ہیں۔ڈاکٹر عبدالستار صدیقی ۲۸؍ جولائی ۱۹۷۲ء میں الہ آباد میں فوت ہوئے۔

۲۵۔ بھارت کا معروف قومی کتب خانہ۔اس کتب خانے کے بنیاد گزار خان بہادر مولوی خدا بخش خاں ہیں۔انھوں نے چار ہزار کتابوں سے ۱۸۹۱ء میں اس ذاتی کتب خانے کو عوام کے لیے کھولا۔بعد ازاں اسے قومی تحویل میں لے لیا گیا۔اب اس کتب خانے کا اہتمام و انصرام وزارتِ ثقافت، حکومتِ ہند کے سپرد ہے۔خدا بخش اورینٹل لائبریری اپنے قیمتی اور نادر عربی، فارسی، اُردو، پنجابی، پشتو اور ترکی مخطوطات کی وجہ سے پورے عالم میں معروف ہے۔مطبوعہ کتابوں کی تعداد بیس لاکھ سے زائد ہے۔

۲۶۔ خدا بخش لائبریری، پٹنہ کے زیرِ اہتمام ''ترقیمے، مہریں، عرض دیدے'' کے عنوان سے تین روزہ سیمی نار ۲۸ تا ۳۰ ستمبر ۱۹۹۴ء منعقد ہوا۔بعد ازاں عابد رضا بیدار نے سیمی نار میں پیش کردہ مقالات کو کتابی صورت میں مرتب کیا۔ترقیمے، مہریں، عرض دیدے پہلی بار ۱۹۹۸ء میں خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ کے اہتمام سے شائع ہوئی۔

مآخذ و مصادر

۱۔ کوائف نامہ (محمد اقبال مجددی) دستخطی۔

۲۔ ارشد محمود ناشاد، ڈاکٹر (مرتب): مکاتیبِ ہم نفساں؛ اٹک؛ سرمد اکادمی؛ ۲۰۲۰ء۔

۳۔ ارشد محمود ناشاد، ڈاکٹر (مرتب): گیان نامے؛ اٹک؛ سرمد اکادمی؛ اگست، ۲۰۱۳ء

۴۔ سلیچ، ڈاکٹر محمد منیر احمد:: بُجھتے چلے جاتے ہیں چراغ؛ لاہور؛ قلم فاؤنڈیشن انٹرنیشنل؛ اوّل، ۲۰۱۸ء۔

Ma'akhiz o Masadir:

(1) Kawaif Nama (Muhammad Iqbal Mujaddadi) Dastakhati.

(2) Arshad Mahmood Nashad,Dr(Muratab): Makateeb e Ham NasfasaN; Attock; Sarmad Academy; 2020.

(3) Arshad Mahmood Nashad,Dr(Muratab): Gian Namay; Attock; Sarmad Academy; August,2013.

(4) Salaich,Dr.Muhammad Munir Ahmad: Bujhtay Chalay Jatay Hain Chiragh; Lahore; Qalam Faundation International; Ist,2018.